جمیل الرحمٰن
استاد فارسی ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، دہلی

# پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے؟

دسمبر کی ستائیس تاریخ ۱۷۹۷ء یعنی آٹھ رجب ۱۲۱۲ھ میں اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے۔ چچا مرزا نصراللہ بیگ نے دست شفقت بڑھایا لیکن وائے قسمت کہ تین سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ ایک لڑائی میں وہ بھی شہید ہوگئے۔ اب نانا جان مرزا غلام حسین کے دامنِ عاطفت میں پناہ ملی۔

گفتنی نیست کہ بر غالب ناکام چہ رفت
می توان گفت کہ این بندہ خداوند نداشت

☆

زندگی اپنی اس مشکل سے گذری غالب
ہم بھی کیا یادکریں گے خدا رکھتے تھے

غالبؔ ترکی النسل تھے اور وہ خود اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غالب از خاک پاک تورانیم　　لاجرم در نسب فرہ مندیم
ترک زادیم و در نژاد همی　　بسترگان قوم پیوندیم

تیرہ سال کی صغرسنی میں نواب الٰہی بخش معروف کی دختر نیک اختر امراو بیگم سے شادی ہوئی بیگم کی عمر اس وقت گیارہ سال کی تھی۔ شعرو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ ریختہ کے استاد میر تقی میرؔ نے غالب کی شعرگوئی کی نسبت فرمایا تھا۔ اگر کوئی کامل استاد مل گیا تو یہ لڑکا بڑا شاعر بنے گا وگرنہ مہمل بکنے لگے گا۔ غالبؔ ناخدائے سخن کے الفاظ تا حیات نہ بھول سکے۔ مگر استاد نہ کوئی ملنا تھا نہ ملا۔

مشکل پسندی ان کی فطرت میں تھی۔ فارسی اور ریختہ میں طبع آزمائی کی۔ انہوں نے دلی میں اپنے خاندان والوں سے الگ بلّیماران کی ایک حویلی میں بود و باش اختیار کی۔ دلّی ان دنوں علم و فنون کا مرکز تھی۔ یہاں عزّت وتوقیر پائی مگر یہاں کے ادبی حلقہ میں اُنکی مشکل پسندی کسی کو پسند نہ آئی اور سہل و آسان کی فرمایش ہونے لگی۔

غالبؔ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ اُن کے اشعار کو عام طور پر کوئی نہیں سمجھتا، وہ اپنی ایک رباعی میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں:

# بابر بحیث ادیب و ادب پرور

دکتر ملک سلیم جاوید*

از آغاز تاسیس سلطنت دهلی و در سال‌های بعدی سلسلهٔ مغول که بانی آن، ظهیر الدّین محمّد بابر بود، تا پایان دوره ی اورنگ زیب در زمرهٔ بزرگترین و قدرت‌مند ترین دوستان آسیا در آمد. بابر در سال نه صد و سی و دو هجری برابر به هزار و پانصد و بیست و شش میلادی سلسلهٔ امپراطوری تیموریان هند را بنیان گزاری کرد و در سال نه صد و سی و هفت هجری در گذشت.

پدرش عمر شیخ مردی صوفی مشرب و یکی از مریدان عقیدت مند خواجه ناصر الله بن احرار بود. عمر شیخ پسر نوزاد را نزد خواجه احرار برد و او نوزاد را به اسم ظهیرالدّین محمّد خواند. بعد ظهیر الدّین محمود به نام «بابر» معروف شد. بابر به زبان ترکی شیر نر را گویند و ازین لحاظ می‌توان گفت که برای ظهیر الدّین که مرد شجاع و دلیر بوده، مناسب ترین اسم می‌باشد. بابر از سلسلهٔ مغول بود ولی نسبت به آنها را نمی‌پسندید و خود را ترک می‌خواند. در این ضمن، یک نامه به نظام خان امیر قلعه بیانه نوشت:

با ترک ستیزه مکن ای میر بیانه
چالاکی و مردانگی ترک عیان است

در دربار بابر جماعتی از علما و فضلا حضور داشتند از آنجمله، خواند میر، مولانا شهاب‌الدّین معمّائی، مرزا ابراهیم هراتی، شیخ زین‌الدّین و امثال اینها وجود داشتند. وی در حین حیات خود همزمان با جنگ و جدال، همواره به کسب ادب و دانش به خصوص ادبیات فارسی و ترکی می‌پرداخت و در هر دو زبان شعر می‌گفت. دیوان اشعار فارسی و ترکی و دفتر خاطرات وی که در کتابخانه‌های مختلف جهان موجود است، ارزش ذوق و شوق ادبی وی می‌باشند.

---

* ذاکر حسین کالج، دهلی نو

Scanned with CamScanner